34

سُنو اور سُنکر قولِ احسن پر عمل کرو

(فرمودہ ۱۴ر مارچ ۱۹۱۹ء مسجد نُور)

حضور نے تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرمانے کے بعد مندرجہ ذیل آیات پڑھیں اور فرمایا:-

والذین اجتنبوا الطّاغوت ان یعبدوھا وانابوا الی اللہ لھم البشریٰ فبشّر عباد الذین یستمعون القول فیتّبعون احسنہ اولٰئک الذین ھداھم اللہ واولٰئک ھم اولوا الالباب ہ (الزمر: ۱۸، ۱۹)

"پہلے اس کے کہ میں اس آیت کے متعلق جو ابھی مَیں نے تلاوت کی ہے۔ آپ کے سامنے کچھ بیان کروں۔ اتنا کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بوجہ ایک بہت لمبی اور طویل بیماری کے جس کا سلسلہ کُلّی طور پر اب تک بھی منقطع نہیں ہوا۔ میں ان احباب سے جو اس تقریب پر بیرونجات سے تشریف لائے ہیں شاید ان کے ارادے کے مطابق ملاقات نہ کرسکوں۔ گو جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا میں کوشش کرونگا کہ ان احباب سے ملاقات کروں۔ چونکہ میری صحت بہت کمزور ہے اور زیادہ انبوہ سے طبیعت یکلخت گھبرا جاتی ہے۔ اس لیے مَیں نے انتظام کیا ہے کہ ترتیب سے تھوڑے تھوڑے احباب ایک انتظام کے ماتحت مجھ سے ملاقات کریں۔ پس احباب کو ان منتظمین سے ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ جو ایک انتظام کے ماتحت ملاقات کروانے کے لیے مقرر کئے جائیں۔ پچھلے جلسوں میں ایسا ہوتا رہا ہے کہ بیعت کرتے وقت اکثر دوست میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ دیتے تھے۔ لیکن اب اگر میری پیٹھ کو ہاتھ لگ جائے تو میرے دل میں تکلیف پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر احباب اس بات کو مدِّنظر رکھیں تو مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُمید رکھتا ہوں کہ ان سے ملاقات بھی ہو جاتے گی۔ اور مجھ کو تکلیف بھی نہیں ہو گی۔

اس کے بعد مَیں ان تمام دوستوں کو جو باہر سے قادیان میں تشریف لائے ہیں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین اجتنبوا الطّاغوت ان یعبدوھا وانابوا الی اللہ لھم

البشریٰ - وہ لوگ جو ایسی خبیث ہستیوں سے جن میں سرکشی کا مادہ ہو اجتناب کریں۔ یعنی جو ان کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ بلکہ ان کو چھوڑ کر خدا کی طرف توجہ کریں اور اسی کی طرف جھک جائیں۔ ایسے لوگوں کے لیے بشارت ہے۔

بشارت کے معنی ایسی عظیم الشان خبر کے ہیں جس سے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جائے خواہ وہ اچھی ہو یا بُری۔ اگر بُری ہو تو چہرہ کا رنگ اُڑ جاتا ہے۔ جیسا کہ کوئی حادثہ ہو کسی کے مال پر جان پر عزت پر آفت آ جاتے یا لڑائی فتنہ کی خبر ہو اس سے اس کا رنگ اُڑ جاتا ہے۔ ایسی خبر کو بھی بشارت کہتے ہیں۔ صرف قرائن سے پتہ لگ سکتا ہے کہ اب یہ لفظ اچھے معنوں میں استعمال ہوا ہے یا بُرے معنوں میں۔

اور اسی طرح اچھے معنوں میں اگر استعمال ہو تو اس وقت اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ چہرہ پر خون پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جس شخص کو کوئی خوشی کی خبر معلوم ہو اس کا چہرہ تمتما اُٹھتا ہے اور سرخ ہو جاتا ہے تو فرمایا کہ جو لوگ ایسی خبیث روحوں کی پیروی نہیں کرتے اور اللہ کی طرف جُھک جاتے ہیں لھم البشریٰ ان کے لیے بشارت ہے۔ یعنی ان کے لیے خوشخبری ہے۔ ان کے لیے یہ ایسی خبر ہے کہ خوشی سے ان کے چہرے چمک اُٹھنے اور سُرخ ہو جانے چاہئیں۔

پھر فرمایا فبشّر عباد بشارت دے میرے ان بندوں کو الذین یستمعون القول جو بات کو سنتے ہیں خواہ وہ بات اچھی ہو یا بُری اس کو سُن لیتے ہیں۔ لیکن ہر ایک بات کے پیچھے نہیں لگ جاتے بلکہ فیتّبعون احسنہ اتباع کرتے ہیں اچھی بات کی۔ وہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور وہی ہیں جو عقلمند ہیں اور دانا کہلانے کے مستحق ہیں۔

اس سے بتایا کہ اگر خوشخبری سننا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ اپنے آپ کو ایسا بناؤ کہ یستمعون القول باتوں کو سنو اور جو ان میں سے بہتر ہوں ان کو قبول کرو۔ انسان کو روزانہ کچھ باتیں بیوی سے سُننا پڑتی ہیں کچھ بچوں سے۔ کچھ دوستوں سے کچھ دشمنوں سے۔ کچھ حاکموں سے کچھ اہل معاملہ سے۔ غرض بے شمار باتیں سُننا پڑتی ہیں۔ مگر یہ نہیں کہ ہر ایک بات جو کان میں پڑتی ہے۔ اسی کی پیروی کرتا ہے۔ نہیں بلکہ مومن انسان ان میں سے جو باتیں خدا کے رستہ سے روکنے والی اور اس کی رضا کے خلاف ہوتی ہیں۔ ان کو رد کر دیتا ہے اور جو الٰہی منشاء کے مطابق اور رضامندی کا موجب ہوتی ہیں۔ ان کو اختیار کر لیتا ہے۔

آپ لوگ یہاں بیرونجات سے اپنی اپنی جماعتوں کے قائم مقام ہو کر آئے ہیں اور آپ کے آنے کی غرض یہ ہے کہ امور دینیہ کے متعلق ہدایات سنیں۔ اور اپنی ان ذمہ داریوں کو سوچیں۔ جو آپ پر

دن بدن بڑھ رہی ہیں۔آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جو سال میں ایک ہی دفعہ آتے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو دو تین بار آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو اس سے بھی زیادہ دفعہ آتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو کئی سال کے بعد آتے ہیں۔اب آپ لوگ جو دُور دُور سے اپنے وقتوں کو خرچ کر کے اپنے مالوں کو خرچ کر کے اپنے کاموں کو چھوڑ کر آتے ہیں۔تو آپ کا فرض ہے کہ اس وقت کو صحیح طور پر خرچ کریں اور یہاں آنے کی جو غرض ہے اس کو پورا کریں۔

مَیں اس وقت آپ لوگوں کو قرآن کریم کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ وہ بتلاتا ہے کہ منافقوں کا قاعدہ ہے کہ مجلس میں آتے ہیں مگر جو کچھ وہاں ہو اس پر توجہ نہیں کرتے۔پس آپ کا فرض ہے کہ جب آپ آتے ہیں تو توجہ کریں اور غور سے کام لیں اور جو کچھ آپ کو سُنایا جاتا ہے۔اس کو سنیں۔جب آپ آتے ہی یہاں اس لیے ہیں تو کیوں نہ اپنے وقت کو اسی میں صرف کریں۔

بعض لوگوں کا قاعدہ ہے کہ وہ مجالس میں تو بیٹھتے ہیں مگر ان کی خطیب کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ وہ نہیں توجہ کرتے کہ خطیب کیا بیان کر رہا ہے۔بعض ایسے ہوتے ہیں کہ خطیب بیان کر رہا ہوتا ہے۔اور وہ آرام سے سوئے رہتے ہیں۔بعض لوگوں کو سونے کا مرض ہوتا ہے۔مگر وہ مجبور ہوتے ہیں۔ایک دوست نے سُنایا کہ مَیں ایک جگہ گیا۔اور وہاں تقریر قرار پائی۔میں تقریر کرنے لگا تو اثنائے بیان میں ہی صدر جلسہ سمیت سب کے سب سو گئے۔

جب میں تقریر ختم کر چکا تو کہا لو اب جاگ اُٹھو، مَیں نے جو کچھ کہنا تھا مَیں کہہ چکا ہوں۔جب وہ بیدار ہوئے تو معذرت کرنے لگے۔خیر تو بعض لوگ مجلس وعظ میں آتے ہیں اور سو جاتے ہیں یا ان کی توجہ خطیب کے محض الفاظ یا اس کی حرکات سکنات پر ہوتی ہے اور جو کچھ وہ بیان کرتا ہے اس سے وہ کورے کے کورے ہی جاتے ہیں۔اس لیے ان کو کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔کیونکہ اگر ایک مریض شخص طبیب کے پاس جاتے اور وہ اس کو کوئی دوائی دے۔لیکن مریض بجائے دوائی کو پینے کے سر پر انڈیل لے تو اُس کو کیا فائدہ ہوگا۔کچھ بھی نہیں۔پس جو لوگ اس طرح اپنے وقت کو ضائع کرتے ہیں۔وہ وقت کو بھی کھوتے ہیں۔مال کو بھی تباہ کرتے ہیں۔اور جو کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتے ان کے لیے یہ مثل صادق آتی ہے یکے نقصان مایہ وگر شماتت ہمسایہ کیونکہ اُنھوں نے کچھ فائدہ بھی نہ اُٹھایا اور مال و وقت صرف کر کے جیسے آتے تھے ویسے ہی چلے گئے۔

ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے ہیں حضرت شاہ عبدالعزیز کے پاس ایک شخص آیا کہ وعظ میں تو لوگ سو جاتے ہیں اور کنچنی کے ناچ میں لوگ خوب سنتے ہیں۔اس کی کیا وجہ ہے۔چونکہ اس شخص نے اس

طرح دین کی باتوں پر ہنسی کی تھی اس لیے حضرت شاہ صاحب نے اسے مناسب موقعہ پر یہ جواب دیا کہ کیا کوئی شخص پاخانہ میں بھی سوتا ہے۔ سوتا وہیں ہے جہاں رُوح کو آرام پہنچتا ہو۔ یہ جواب موقعہ کے لحاظ سے درست تھا لیکن حق یہی ہے کہ وعظ میں وہی لوگ سوتے ہیں جن پر غفلت طاری ہوتی ہے۔ اور جن کی توجہ وعظ کی طرف نہیں ہوتی۔

مشہور ہے کہ باوا نانک صاحب ایک مُلّا کے پیچھے نماز پڑھنے کھڑے ہوتے کہ اتنے میں باوا صاحب نے نیت توڑ دی اور الگ گوشہ میں جا کر نماز پڑھ لی۔ جب جماعت ہو چکی تو ملا صاحب ناراض ہوئے کہ تم نے ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھی، باوا صاحب نے کہا کہ آپ نماز میں کبھی کہیں جاتے تھے کبھی کہیں۔ کبھی آپ پشاور میں جاتے تھے۔ کبھی کابل میں۔ کبھی آپ دِلّی میں جاتے تھے۔ کبھی اور جگہ۔ چونکہ مجھ میں اتنی طاقتِ سفر نہ تھی اس لیے مَیں نے نیت توڑ کر الگ نماز پڑھ لی۔ تو مُلّا صاحب اگرچہ نماز پڑھ رہے تھے۔ مگر ان کے خیالات کہیں کہیں بھٹک رہے تھے۔ اس لیے ان کی نماز حضورِ قلب سے نہ تھی۔

بعض لوگ مجلسِ وعظ میں بیٹھے ہوتے دُور دُور کی خبریں لاتے ہیں، لیکن جو کچھ ان کے سامنے ہو رہا ہوتا ہے اس سے غافل ہوتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ سُنتے بھی ہیں۔ مگر سمجھنے اور فائدہ اُٹھانے کے لیے نہیں۔ بلکہ اس لیے کہ دیکھیں خطیب کہاں کہاں غلطی کرتا ہے۔ ان کی نظر الفاظ کی غلطی اور سقم پر ہوتی ہے حرکات پر ہوتی ہے مطالب اور معانی اور مسائل ان کو مدّنظر نہیں ہوتے۔ ایک دفعہ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لکھنو سے آیا اور حضور سے گفتگو کرتا رہا۔ آخر میں کہنے لگا کہ آپ کیا مسیح موعود ہونگے۔ آپ قرآن کا قاف تو ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب (شہید) حضور کے پاؤں دبا رہے تھے۔ انھوں نے اس شخص کے مُنہ پر تھپیڑ مارنا چاہا۔ مگر حضرت اقدس نے ہاتھ پکڑ لیا۔ تو بعض لوگ وعظ سنتے ہیں۔ مگر اس نیت سے کہ دیکھیں واعظ کہاں کہاں غلطی کرتا ہے۔ محاسن پر ان کی نظر جاتی ہی نہیں۔

پس مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی بات کو بھی توجہ سے سُنے اور جو قابلِ عمل ہو اور اعلیٰ درجہ کی ہو۔ اس پر عمل کرے۔ آپ لوگ چاہتے تو ہیں کہ پکے مومن ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ کے عاشق بن جائیں۔ مگر پھلانگ کر اس منزل کو طے کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ زینہ بزینہ ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ ہم نے ایک بات پکڑ لی ہے۔ وہ ہماری نجات کیلئے کافی ہے۔ عاشق کا تو قاعدہ ہے کہ وہ دوست کے رستہ میں جسقدر دقتیں مصیبتیں آفتیں آتی ہیں۔ ان کو نہایت شوق و ذوق سے جھیلتا ہے۔ جو اللہ کی طرف سے

فرائض عائد ہوتے ہیں۔ ان پر عمل کرتا ہے۔ بلکہ چاہتا ہے کہ خدا کے لیے اگر اور بھی کچھ کام ہوں تو ان کو بھی بجا لاؤں۔ کوئی آدمی صرف اس پر خوش نہیں ہوگا کہ وہ محض قید سے آزاد کر دیا جاتے۔ بلکہ انعام یافتوں میں سے ہونا پسند کریگا۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ اگر کسی دانا انسان کو انعام دیا جاتے تو وہ کہے کہ مجھے مہربانی کرکے یہ نہ دیجئے بلکہ وہ زیادہ سے زیادہ لینے کی کوشش کریگا۔ پس ایک وصل الی اللہ کے لیے تو جس قدر اس سے ہوسکے گا کوشش کریگا۔ اور صرف فرائض کے ادا کرنے پر ہی اکتفا نہیں کریگا۔ ہماری شریعت لعنت نہیں بلکہ رحمت ہے جو اس پر عمل کریگا وہ خدا تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ پائیگا۔

پس جو یہاں آتے ہیں۔ اگر وہ اجتماع نہیں کرتے بوجہ ادھر اُدھر پھرتے رہتے ہیں تو وہ اپنے اوقات کو ضائع کرتے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ میلہ نہیں ہے۔ یہ جلسہ خدا تعالیٰ کے منشار کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اس لیے قائم کیا گیا ہے کہ وہ صدیوں کے زنگ جو انسانی قلوب پر چھاتے ہوتے تھے دھوئے جائیں۔ اور وہ جو صدیوں سے تاریکیوں اور ظلمتوں میں پڑے تھے ان کو روشنی کے بلند مینار پر پہنچا دیا جائے۔ پس اس مقام پر لوگوں کو خدا تعالیٰ اس لیے جمع کرنا چاہتا ہے کہ تا ان کو پاک کرے جو شخص ان اغراض کو پورا نہیں کرتا۔ اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔ آپ لوگوں کے پاس تھوڑا وقت ہے۔ پس چاہیئے کہ اس کو آپ اچھی طرح صرف کریں اور اس سے بہت زیادہ فائدہ اُٹھائیں۔ اور جو باتیں آپ کو بتائی جائیں ان پر عمل کریں۔ چونکہ ہمارا تمام دُنیا سے مقابلہ ہے اور ہماری تعداد و طاقت ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ اس لیے ہمیں بہت ہی کوشش کی ضرورت ہے۔ ہر وقت چوکس و ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس وقت ہم سُستی کریں اور چستی سے کام نہ لیں۔ اور ان ہتھیاروں سے کام نہ لیں۔ یا ان کو استعمال کرنا نہ سیکھیں۔ جو آسمان سے ہمارے لیے نازل کئے گئے ہیں۔ تو طاقتور دشمن کا کیا مقابلہ کرسکیں گے۔ پس آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ ان ہتھیاروں کا استعمال سیکھیں۔ تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال ظاہر ہو اور آپ کے ذریعہ وہ نور دُنیا میں پھیلے۔ جو مدت سے دُنیا میں گم ہوچکا تھا۔ اگر آپ لوگ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے وارث ہوجائیں گے۔ اللہ کی رحمت ہو اس پر جو بات کو سُنے اور سمجھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے اور اللہ کی برکتیں ہوں ان پر جو دین کے لیے کوشش کریں۔"

(الفضل یکم اپریل ۱۹۱۹ء)